Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 02. July – September 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

اردو سیرت نگاری میں تواریخ حبیب الٰہ اور اس کا منہج واسلوب

Method and Style of Chronicles Habib e Elah in Urdu Biography

Farhana Mustafa [*], *Muhammad Iqbal Haider* [**]
[*] *Lecturer, Department of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad, Pakistan*
[**] *Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sindh, Pakistan*

KEYWORDS

Holy Quran
Seerah
Hadith
History
Miracles
Analysis study
Methodology

ABSTRACT

Thousands of books have been written on the biography of the Holy Prophet Peace be upon Him, but the Habib e Elah has a unique place in seerah Books. This is a short but comprehensive book in the history of Seerah. It is written with authentic references. The author has briefly described the circumstances and events from the birth to demise of the Holy Prophet Peace be Upon Him. But the chronicles of Habib e Elah have been written with the traditions of the Holy Quran and authentic Hadith. The author had written it orally in the days of captivity, but later combining it with authentic traditions, it became clear that all the traditions correspond to the original sources.

تعارف

سیرت کا موضوع ہمیشہ سے ہی مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑی اہمیت کا حامل موضوع رہا ہے اور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جمع احادیث کی صورت میں جو سیرت طیبہ کا ایک بنیادی مآخذ ہے اور اس کے بعد غزوات کے عنوان سے اس کی باقاعدہ جمع وتدوین شروع ہو گئی تھی۔ چونکہ سیرت طیبہ قرآن و حدیث اور شریعت کی عملی تعبیر ہے اس لیے ہر دور میں اور ہر زبان میں اس پر کتب لکھی گئی ہیں جن کا شمار اب حدود و تعین سے نکلتا جا رہا ہے۔

ابتدا میں یہ کام عربی میں ہوا ہے اور یہی اس کا علاقائی اور بنیادی تقاضا بھی تھا چنانچہ ابتدائی کتب سیرت ابن اسحاق واقدی کی مغازی سیرت ابن ہشام وغیرہ معروف ہیں اور اس کے بعد سیرت کے عنوانات اور مختلف زبانوں کے اعتبار سے اسمیں وسعت آتی گئی چنانچہ دیگر زبانوں کی طرح اردو بھی اس کام میں بے بہرہ نہیں رہی اور اردو زبان میں کتب سیرت کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے ہر قسم اور ہر درجہ کی کتب اس زبان میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن تواریخ حبیب الٰہ از علامہ عنایت احمد کاکوروی ؒ کی ایک منفرد انداز کی ایک شاہکار کتاب سیرت ہے جو زیر بحث مضمون کی مقصود تحریر ہے۔

سیرت نبوی ﷺ پر ابتدا سے ہی جن لوگوں نے کام کیا ہے ان میں سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد،، کتاب المغازی، سیرت ابن اسحاق، قابل ذکر ہیں ان کے کیے ہوئے کام پر ہی لوگوں نے بعد میں سیرت کی تدوین کی ہے عربی میں سیرت پر ابتداء ہی میں کام ہوا ہے۔ لیکن اردو میں سیرت پر بعد میں کام ہوا ہے برصغیر پاک وہند میں کئی لوگوں نے سیرت نبوی ﷺ پر کام کیا ہے۔

سیرت کا معنٰی ومفہوم

لغوی معنٰی:

*Corresponding Author: Farhana Mustafa
Email Address: farhanamustafa@gcwuf.edy.pk

سیرۃ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کی جمع سیر ہے۔ یہ لفظ دراصل سار، یسیر، سیر اور یسر اسے نکلا ہے۔ اور چلنے پھرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ سیرت کا مادہ سیر بمعنی چال ہے۔ اسی لیے اچھے چال چلن کو حسن السیرہ کہا جاتا ہے۔

مشہور عربی لغت تاج العروس من جواہر القاموس میں لکھا ہے کہ السیر کے معنی طریقہ کے ہیں۔

سارالوالی فی رعیته سیرة حسنة (الزبیدی، ۱۹۸۵، ص ۲۸۸)

''یعنی حاکم نے اپنی رعایا کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کیا،،

سیرۃ کا لفظ سیاست اور ہیئت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، سیرت کے بارے میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

سیرت کا مفہوم طریقہ و مذہب سنت ہیئت حالت اور کردار تک محدود نہیں بلکہ اس سے مراد داخلی شخصیات اہم کارنامے اور اکابر کے حالات زندگی بھی ہیں (سید عبداللہ، ۱۹۷۶، ج۔ ۳، ص۔ ۸۲۶):

اور قرآن حکیم میں ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ (الانعام: ۱۱)

ترجمہ: "اے نبی لوگوں سے کہو کہ زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟"

اس آیت میں سیرت کے معنی چلنا پھرنا ہے چنانچہ سیر کا لفظ غور سے مثبت و ٹھوس حقائق کی تلاش میں چلنا غور و خوض کرنا عاقبت اندیشی سے کام لینا اور نیک افعال و اعمال سے کردار کی تعمیر کرنا وغیرہ سے عبارت ہے۔ سیرت سے مراد کسی نیک طبیعت اور پاک خوبیوں والے انسان کے قواعد و حرکات کا مکمل اور معیاری انداز میں لکھا ہوا مجموعہ ہوتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

سیرت کا لغوی معنی طریقہ راستہ کے ہیں لیکن خاص طور پر سیرت کے لفظ کو اصطلاحاً حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات مقدسہ سے متعلق جو واقعات و حالات اور حضور نبی اکرم ﷺ کی اخلاق و عادات اور آپ ﷺ کے افکار و تعلیمات اور غیر مسلموں کے ساتھ آپ ﷺ کے تعلقات پر سیرت کا اطلاق ہوتا ہے۔

اگرچہ اصطلاح میں سیرت کسی نیک انسان کا انفرادی کردار مزاج زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ اور اس کی سوانح عمری ہے لیکن اصطلاح میں اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کے حالات زندگی اور اخلاق، عادات کا بیان ہے اس لفظ کا اطلاق حضور پاک ﷺ کی حیات طیبہ پر ہی ہوتا ہے۔ یہ لفظ صاحب سیرت کے پورے احوال زندگی پر بولا جاتا ہے اور محدثین و مؤرخین نے کتاب السیرۃ کے نام سے رسول اللہ ﷺ کے حالات زندگی جمع کیے ہیں۔ جن میں مغازی کا تذکرہ بھی ہوتا ہے، البتہ فقہا کے نزدیک سیرت کا یہ مفہوم نہیں ہے بلکہ جہاد اور غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے کفار و مشرکین کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے وہ اس کو سیرت سے تعبیر کرتے ہیں جس کی جمع سیر ہے، حافظ ابن حجر العسقلانی نے لکھا ہے:

السيرجمع سيرةواطلق ذلک على ابواب الجهاد لانها متلقاة من احوال النبى صلى الله عليه وسلم فى غزواته (ابن حجر، ۱۹۲۰، ج۔ ۶، ص۔ ۴)

سیر لفظ سیرت کی جمع ہے اور اس کا اطلاق جہاد کے ابواب پر ہوتا ہے، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حالات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو غزوات میں پیش آئے۔ امام ابن ہمام نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

السیرجمع السیرة وهي الطریقة فی الامور و فی الشرع تختص بسیر النبی علیه الصلاة والسلام فی مغازیه ولکن غلب فی لسان اهل الشرح علی الطرائق لا مامور بها فی غزوة الکفار (مبارک پوری، ۲۰۰۵،ص۔۱۳)

سیر لفظ سیرت بمعنی طور طریقہ کی جمع ہے اور اس کا اطلاق شریعت میں مغازی رسول اللہ ﷺ کے احوال کے ساتھ خاص ہے مگر علمائے شریعت کے نزدیک اس کا اطلاق عام طور سے ان طریقوں پر ہوتا ہے جن کا حکم کفار سے جنگ میں دیا گیا ہے۔

تواب کہیں بھی سیرت کا لفظ مطلقا استعمال ہو تو اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی سیرت مراد ہو گی البتہ کسی اور کے لیے استعمال ہو تو اس کے لیے قید لگانا پڑے گی۔

تواریخ حبیب الٰہ

یہ سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی اعلیٰ معیار کی کتاب جزیرہ انڈمان میں محض یادداشت کے سہارے نیٹو ڈاکٹر حکیم محمد امیر خان کی فرمائش پر ۱۲۷۵ھ میں لکھی گئی جن کا ذکر سیرت نگار نے دیباچے میں کیا ہے یہ کتاب مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ نے ایام اسیری میں زبانی لکھی تھی لیکن جب آپ کو رہائی ملی تو واپس کر تمام روایات کو اصل مصادر سے ملایا تو تمام روایات کو صحیح اور مستند پایا۔ اس اعتبار سے یہ ایک منفرد اور مؤلف کے کمال حافظہ اور کثرت معلومات کی دلیل ہے۔

تواریخ حبیب الٰہ کے مضامین کا اجمالی جائزہ

مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ نے اپنی اس کتاب میں کئی موضوعات کو ذکر کیا ہے مثلاً آپ ﷺ کی پیدائش کو بیان کیا ہے اور ساتھ ہی ولادت کے وقت اور قبل از ولادت ہونے والے مختلف واقعات کو مفصلانداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اہل مکہ و مدینہ محافل و مجالس کا اہتمام جبکہ عدم ذکر وفات کو بطور خاص لکھا ہے؟۔ اعلان نبوت کے واقعات، اہل قرابت کو دعوت اسلام اور اس کا رد عمل، حبشہ کی طرف ہجرت، نجاشی کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رویہ عام الحزن اور جناب ابو طالب ؑ کی وفات کا تذکرہ، ہجرت، اسباب ہجرت، معجزات خصوصا معجزہ معراج، غزوات میں غزوہ بدر، احد، تبوک اور فتح مکہ کو قدرے تفصیل سے لکھا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کی شفاعت، اخلاق حسنہ اور نبی کریم ﷺ کا تذکرہ لکھا ہے مجموعی طور پر یہ ایک سیرت کی مختصر کتاب ہے جسے سیرت کے عنوان سے ملقب کرنے کی بجائے تواریخ سے معنون کیا گیا ہے۔ برصغیر میں جو مستند کتابیں سیرت پر لکھی گئی ہیں ان میں سے ایک تواریخ حبیب الٰہ ہے یہ کتاب اردو زبان کا ایک شاہکار ہے اس کتاب کی افادیت کا اثر ہے کہ انڈیا کے مدارس اسلامیہ میں ابتدائی طلبہ کو پڑھائی جاتی رہی ہے۔ مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ نے جس منہج واسلوب کو تواریخ حبیب الٰہ میں اختیار کیا ہے وہ منفرد بھی ہے اور اچھوتا بھی اس کے بارے ذیل میں چند نکات لکھے جاتے ہیں لیکن تفصیل سے پہلے منہج واسلوب کا مفہوم واضح کرنا زیادہ مناسب ہے اس لیے اسے پرکھا جاتا ہے۔

تواریخ حبیب الٰہ کا منہج واسلوب:

تالیف و تصنیف میں منہج واسلوب ایک اہم اور اساسی ضرورت ہے جس سے تصنیفات وتالیفات کے سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے اور ترکیب و ترتیب اور بندش جمل ومرکبات کے حسن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر منہج دو طرح کا ہوتا ہے۔

منہج کی اقسام:

اسکی دو اقسام ہیں:

(۱)خارجی منہج (۲)داخلی منہج

۱)خارجی منہج میں جو بیان کیا جاتا ہے وہ کتاب کے ظاہری خصائص مجموعی تاثر اس کی ساخت اور خدوخال کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔

۲)داخلی منہج

داخلی منہج کا تعلق کتاب کے مواد سے ہوتا ہے مصنف دوران تحریر کچھ طریقے اور قواعد وضوابط اور اصولوں کو اپناتا ہے جن کی وہ ابتداء سے لے کر آخر تک پابندی کرتا ہے۔ اور پھر انہی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے کام کو مکمل کرتا ہے۔ یہی اصول وضوابط داخلی منہج کہلاتے ہیں۔ بسااوقات اس داخل منہج کو اسلوب بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

منہج کا معنی ومفہوم:

لفظ منہج کی وضاحت امام زبیدی نے منہج کی تعریف یوں بیان کی ہے اپنی لغت کی کتاب تاج العروس میں یوں لکھتے ہیں:

النهج بفتح فسكون الطريق الواضح البين و هوالنهج محركه ايضاوالجمع نهجات ونهج ونهوج

اسی طرح

وصوق ينهجة واضحة كالمنهج بالفتح والمنهاج بالكسر وفى التنزيل لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا الطريق الواضح(الزبیدی، ۱۹۸۵، ج۔۱، ص۔۱۰۹)

النہج نون کی فتح اور ھاء کے سکون کے ساتھ کا معنی ہے واضح راستہ، اور اسکی جمع نھجات، منہج اور منھوج آتی ہے، اور اسی طرح میم کی کسرہ کے ساتھ منہاج بھی مستعمل ہے اور آیت کریمہ میں وارد ہوا ہے۔

لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا(المائدہ:۴۸)

اور منہاج یعنی راستہ واضح ہو گیا:

امام راغب اصفہانی منہج کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الج الطريق الواضح ونهج الامر وانهج وضح ومنهج الطريق ومنهاجة قال الله " لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا"ومنه قولهم: منهج الثوب وانجهج بان فيه اشرالبلى وقد انهج البلىٰ

النہج یعنی راستہ واضح ہو گیا، اور کام واضح ہو گیا اور کسی کا منہج اس کا راستہ کہلاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا(صفہانی، ۱۹۹۷، ص۔۲۵)

"اور اسی سے یہ قول ہے منہج الثوب والنہج یعنی اس میں گیلے پن کا اثر ظاہر ہو گیا یا گیلے پن نے کپڑے کو واضح کر دیا۔ "

اسلوب کا معنی ہے ڈھنگ، روش، طریقہ خاص طور پر نظم و نثر کا انداز۔

سید عابد علی عابد اپنی کتاب "اسلوب" میں اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ: "اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کی وہ طرز نگارش ہے جس کی وجہ سے دوسرے لکھنے والے سے ممیز ہو جاتا ہے (عابد، ۱۹۷۶، ص۔ ۴۴)

اب یہ لکھنے والے پر منحصر ہے کہ وہ ادبی دنیا میں اپنا تشخص کیسے قائم کرتا ہے اس ضمن میں لکھنے والے کا تعلق خواہ تخلیق سے ہو یا تحقیق و تنقید سے اس کو انفرادیت بخشنے میں اسلوب اہم کردار ادا کرتا ہے۔

مفتی عنایت احمد کاکوروی نے ایک خاص منہج واسلوب سے اپنی کتاب کو لکھا ہے جو منفرد ہے۔ ذیل میں آپ کے مناہج و اسالیب کے چند نکات لکھے جاتے ہیں۔

قرآنی آیات سے استدلال

کسی بھی سیرت نگار کے لیے قرآنی حوالوں کے ساتھ اپنی تالیف کو مکمل کرنا ایک منفرد اسلوب کہلاتا ہے اسی اسلوب کو مفتی صاحب نے بھی استعمال کیا ہے۔ اس کے کتاب میں سیرت کے تمام پہلوؤں کو بڑے جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے مفتی صاحب کی کتاب کو انڈیا کے مدارس میں بھی شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کتاب میں جو بھی روایات و واقعات بیان کیے گئے ہیں وہ صحیح احادیث اور دوسری کتب سیرت سے لیے گئے ہیں جو اصل مصادر سے تعلق رکھتے ہیں اس طرح کی کئی کتب برصغیر میں لکھی گئی تھیں مثال کے طور پر اگر کوئی واقعہ سامنے آجائے تو مفتی صاحب اس کی وضاحت قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ابراہیمؑ کی دعا ہوں اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں دعا سے مراد جو حضرت ابراہیمؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت کی تھی۔

جس کا حوالہ قرآن مجید میں بھی ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ (البقرۃ:۱۲۹)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار اور بھیج دے ان میں ایسا رسول ان میں سے کہ تلاوت کرے ان پر تیری آیتیں اور سکھائے انہیں کتاب اور حکمت اور پاک صاف فرمادے۔

تو اس کو حدیث کی مطابقت کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ قاری کے ذہن میں جامعیت آجائے مفتی صاحب نے اس طرح اپنی کتاب کو مکمل کیا ہے اور دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عیسیٰؑ کی بشارت ہوں اس کا حوالہ بھی آیات قرآنیہ سے دیتے ہیں۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (الصف:۶۱)

"حضرت عیسیٰؑ اپنی امت کے لوگوں کو فرماتے ہیں کہ میں تمہیں ایک پیغمبر کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہو گا۔

جب رسول کریم ﷺ نے ہجرت کی تو حضرت علیؓ کے ذمہ یہ تھا کہ جو امانتیں لوگوں کی آپ ﷺ کے پاس تھیں ان کو واپس کر کے مدینہ آجانا تو رسول کریم ﷺ نے مدینہ میں پہنچ کر محلہ قبا میں قیام کیا اور حضرت علیؓ بھی تیسرے دن مدینہ پہنچ گئے آپ ﷺ نے سب سے پہلے جو مسجد بنائی وہ مسجد قباء تھی جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہوتا ہے۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ (التوبہ:۱۰۸)

البتہ وہ مسجد، جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے، حق دار ہے کہ آپ اس میں قیام فرما ہوں۔

اسی طرح مفتی صاحب نے غزوہ بنو نضیر کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بنو نضیر کا دھوکہ ظاہر ہو گیا اسی کو دیکھتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کو کہلا بھیجا کہ تم یہاں سے دس دن کے اندر نکل جاؤ وہ نہ گئے اور لڑنے مرنے کیلئے تیار ہو گئے ان کا جذبہ دیکھ کہ آپ ﷺ نے بنو نضیر پر لشکر کشی کی ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اور ان کی زندگی تنگ کر دی یہودیوں کے قلعے کے قریب کچھ کھجوروں کے درخت تھے جن کو یہودی اپنے بچوں کی طرح جانتے تھے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو کاٹ دو کہ دشمن کو دلی تکلیف اور صدمہ ہو آپ ﷺ کا حکم پا کر صحابہ کرام نے درخت کاٹنے شروع کر دیئے بعض لوگوں نے زیادہ دخت کاٹے اور بعض نے کم دونوں کا خیال تھا کہ ہم بہتر کر رہے ہیں زیادہ کاٹنے والوں کا مقصد تھا کہ ان کو اس سے تکلیف زیادہ ہو گی اور کم کاٹنے والوں کا خیال تھا کہ فتح تو مسلمانوں کی ہی ہو گی اس لیے بہتر ہے کہ اچھا مال بچا رہے اور مسلمانوں کو فائدہ ہو، ان مسلمانوں کی نیت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی اور ان دونوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

مَا قَطَعْتُم مِّن لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُولِهَا فَبِاِذْنِ اللهِ وَ لِيُخْزِىَ الْفٰسِقِيْنَ (الحشر:۵۹)

ترجمہ: ”(اے مومنو! یہود بنو نضیر کے محاصرہ کے دوران) جو کھجور کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا تم نے انھیں ان کی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا تو (یہ سب) اللہ ہی کے حکم سے تھا اور اس لیئے کہ وہ نافرمانوں کو ذلیل و رسوا کرے۔“

قرآن مجید میں ارشاد مبارکہ ہے

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہے

مفتی صاحب اس آیت کی تفسیر کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت خصوصی طور پر حضرت ابو بکرؓ پر اترتی ہے.

اسی طرح آگے قرآن مجید میں ایک آیت بیان ہوئی ہے۔

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى (اللیل:۱۸)

ترجمہ: اور اس (آگ) سے اس بڑے پرہیز گار شخص کو بچا لیا جائے گا

الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (اللیل:۱۹)

ترجمہ: جو اپنا مال (اللہ کی راہ میں) دیتا ہے کہ (اپنے جان و مال کی) پاکیزگی حاصل کرے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (آل عمران: ۳۱)

اے حبیب !) آپ فرمادیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنالے گا اور تمہارے لئے تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔

علمائے اسلام کے صلف صالحین نے ان آیات سے ابو بکر صدیقؓ کی فضیلت کو ظاہر کیا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اس امت کے افضل ترین شخص ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیقؓ اللہ کی راہ میں اپنا مال بہت خرچ کرتے تھے جس کو اللہ جل جلالہ نے بہت پسند کیا اور اس کا اظہار اپنے کلام میں کیا ہے کیونکہ سیرت نبوی ﷺ پر قلم اٹھانے کے لیے علوم قرآنیہ پر عبور حاصل ہونا بہت ضروری ہے صرف احادیث مبارکہ پر عبور حاصل کر کے سیرت کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے یہی اسلوب مفتی عنایت احمد کاکوروی نے اختیار کیا ہے کہ آیات قرآنیہ کو احادیث صحیحہ سے ملا کر بیان کرتے ہیں یہ منہج اعلیٰ سیرت نگاروں میں ہوتا ہے جو مفتی عنایت احمد کاکوروی نے اختیار کیا ہے۔

مفتی عنایت احمد کاکوروی کئی علوم پر عبور رکھتے تھے لیکن سب سے پہلے آپ سیرت کی کتاب تحریر کر کے اور اس میں مختلف قرآنی آیات سے استدلال کرنے کے بعد واقعات کو ثابت کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو دوسرے علوم کے ساتھ ساتھ علوم قرآنیہ پر بھی دسترس حاصل تھی۔

صحیح احادیث کا اندراج

مفتی عنایت احمد کاکورویؒ ایک بہت بڑے عالم دین تھے جس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے جب آپ کے دور میں سرکاری سرپرستی میں بننے والی کتب خانے کی مجلس انتظامیہ تھی اس میں آپ کو رکن منتخب کیا گیا۔ احادیث نبویہ ﷺ سے آپ کو ایک حد درجہ کا لگاؤ تھا۔ آپ علم حدیث پر مکمل عبور رکھتے تھے بلکہ آگے لوگوں کو پڑھاتے بھی تھے۔ کوئی بھی سیرت نگار سیرت کو لکھنے میں احادیث سے استفادہ کرتا ہے اسلوب حدیث ایک بہت بڑی معنوی حیثیت رکھتا ہے لیکن مفتی صاحب نے آپ ﷺ کے معجزات مبارکہ کو اردو زبان میں ہی لکھا تھا کیونکہ اس دور میں اردو زبان ہی واحد ذریعہ تھا برصغیر کے اندر دین اسلام کو پھیلانے کا حالانکہ مفتی صاحب کو عربی پر بھی عبور حاصل تھا لیکن امت کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اردو میں ہی سیرت طیبہ پر کام کیا اور یہ کتاب لکھی آپ کی کئی کتابیں تھیں لیکن ان کا ذکر کرنا یہاں مقصود نہیں ہے تو مفتی صاحب کی کتاب جو سیرت پر ہے تواریخ حبیب الٰہ اس میں جو معجزات بیان ہوئے ہیں وہ اردو میں ہی تھے لیکن محقق نے ان کا متن تلاش کر کے جب تقابل کیا تو ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔

مفتی صاحب نے اپنی کتاب کے آغاز میں ہی آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ اور اول ماخلق پر بحث کی ہے جو آپ ﷺ کی ولادت کے باب میں ہی عربی متن کے ساتھ لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو پیدا فرمایا اور اس کے بعد باقی تمام مخلوق کو پیدا فرمایا اور ساتھ ہی اپنا نور ہونا بھی بیان فرمایا۔

اول ماخلق اللہ نوری (القسطلانی، ۱۹۹۶، ج۔۱۷۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا

اس حدیث نبوی ﷺ میں حضور پاک نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے باقی تمام مخلوق کو پیدا فرمایا حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام بھی ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو پیدا کیا تھا، لیکن بعثت کے اعتبار سے حضور نبی کریم ﷺ سب سے آخر میں ہیں۔

انا ابن الذ بیحین (الحاکم،۱۹۹۰،ح۔۴۰۴۸)

ترجمہ: میرے آقا ﷺ نے فرمایا میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں ان میں ایک تو سیدنا حضرت اسماعیلؑ ہیں اور دوسرے سیدنا عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں جو میرے آقا ﷺ کے والد محترم ہیں۔

مفتی صاحب نے اپنی سیرت کی کتاب تواریخ حبیب الٰہ میں احادیث کے جو حوالے دیئے ہیں وہ سب مستند روایات کا درجہ رکھتے ہیں اور سلف صالحین سے علوم حدیث میں معنوی استفادہ کیا ہے مفتی صاحب نے معجزات کے باب میں آپ ﷺ کے معجزات کا ذکر کیا ہے اس کا حوالہ احادیث نبویہ ﷺ سے دیتے ہیں:

"مامن الانبیاء من بنی الاقد اعطی من الایات ما متله من علیه البشر و انما کان الذی اوتیت وحیا اوحی الله الی فارجو ان اکون اکثرهم تابعا یوم القیامة"(بخاری،۱۹۹۰،ج۔۲،ح۔۲۲۱۷)

پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر معجزات عطا کیے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے لیکن جو معجزہ مجھے دیا گیا وہ وحی ہے جس کو باری تعالیٰ نے مجھ پر اتارا ااس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے پیروکاروں کی تعداد زیادہ ہو گی۔

اسی طرح مفتی صاحب نے کئی معجزات بیان کئے ہیں احادیث صحیحہ کی روشنی میں مثال کے طور پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر آپ ﷺ نے پہلے ہی دے دی تھی:

عن انس بن مالک قال ان النبی صعدا احد او ابو بکر و عثمان فرجف بهم، فقال اثبت احدا فانما علیک نبیﷺ و صدیق و شهیدان (بخاری،۱۹۹۰،ج۔۲،ح۔)۹۱۹

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے اچانک پہاڑ ان کے باعث جھونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے احد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اور پھر ایسے ہی ہوا کہ باغیوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت ابو بکرہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ اپنے ہمراہ امام حسن کو لے کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے آپؐ نے فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا:

عن ابی بکرة اخرج النبی ذات یوم الحسن فصعد به علی المنبر ، ان یصلح به بین فئتین من المسلمین(بخاری،۱۹۹۰،ج۔۲،ح۔)۸۷۷

اور ٹھیک ایسا ہی ہوا کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔

اسی طرح امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں بھی آپ ﷺ کا فرمان پاک ہے:

عن ام سلمة قالت کان رسول الله ﷺ جالسا ذات یوم فی بیتی فقال لا یدخل علی احد فانتظرت فدخل الحسین فسمعت نشیج رسول الله یبکی ، فا راها النبی فلما احیط بحسین حین قتل

قال ما اسم هذه الارض قالوا کربلاء ، قال صدق الله رسولہ ارض کرب و بلاء (ابن حنبل،۲۰۰۹،ج۔۲، ص۔۴۲۸)

امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ کربلاء میں شہادت ہو گی پھر ایسے ہی ہوا یزید کے دور میں آپ رضی اللہ عنہ کو کربلاء میں شہید کر دیا گیا۔

آپ ﷺ کے حکم سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

عن ابن مسعود قال: انشق القمرفرقتین، فقال رسول اللهﷺ اشهدو (بخاری،۱۹۹۰،ج۔۲،ح۔۲۰۷۳)

ابن مسعود سے روایت ہے کہ چاند حضور ﷺ کے عہد میں دو حصوں میں بٹ گیا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا دوسری طرف، پس حضور ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

یہ معجزہ جب کفار مکہ نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو چاند کو دو ٹکڑے کر دکھا۔

عند ذکراولیاء الله تنز ل الر حمة (ابو نعیم،۲۰۱۸،ح۔۱۰۵۰)

اس حدیث پاک ﷺ کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ اگر اولیاء اللہ کے کو یاد کرنے سے اللہ جل جلالہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے تو پھر حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کرنے سے تو اللہ جل جلالہ کی بہت زیادہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے امتی کی یہ شان و مقام ہے تو حضور نبی کریم ﷺ کا مقام و مرتبہ کتنا ہو گا تو یہ اللہ جل جلالہ ہی بہتر جانتا ہے۔

سیرت نگاری کے کئی اسلوب ہیں لیکن آحادیث مبارکہ کے بغیر سیرت کا علم نامکمل ہے مفتی عنایت احمد کاکوروی نے بھی اس اسلوب کے تحت اپنی تالیف کو مکمل کیا ہے کیونکہ آپ عربی دان تھے جس کی وجہ سے آپ کو آحادیث سے استفادہ کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی علمائے امت نے اپنی محنت سے آحادیث کا علم حاصل کیا اور پھر اس کے بعد سیرت نبوی ﷺ پر قلم اٹھایا کیونکہ احادیث نبویہ ﷺ کے صحیح علم کے بغیر سیرت پر کام نہیں ہو سکتا مفتی صاحب کی اس سیرت کی کتاب میں اسلوب حدیث کی واضح جھلک نظر آتی ہے۔

مستند مصادر سے استفادہ

کسی بھی کتاب کی صحت کا معیار اس کتاب کی روایات پر ہوتا ہے جن سے استفادہ کر کے مصنف لکھتا ہے مفتی صاحب کی کتاب کا منہج یہ ہے کہ وہ ایسی روایات کو لیتے ہیں جن کی اسناد مستند ہوں اور بنیادی مصادر کتب سیرت میں موجود ہوں مفتی صاحب نے ان روایات کو بالکل ہی نہیں لیا ہے جن کو علمائے اسلام نے معتبر نہیں لیا ہے مفتی صاحب نے صرف ان روایات کو اخذ کیا ہے جن سے روایت اور درایت میں تضاد نہ ہو کیونکہ دنیا میں کئی ایسی کتب تحریر کی گئی ہیں جن میں معیار اس طرح کا نہیں تھا جس طرح کا معیار علمائے اسلام نے مقرر کیا ہے تو وہ کتابیں کبھی بھی مسلمانوں میں ایسا مقام نہیں بنا سکی ہیں مفتی صاحب نے ان تمام اصولوں پر عمل کیا ہے جو علمائے اسلام نے مقرر کیے ہیں۔

مفتی صاحب کا منہج روایت یہ ہے کہ ہر روایت کو بغیر تصدیق کیے نکال دینا بھی غلط ہے بلکہ جو اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں ان پر عمل کر کے ہی کسی روایت سے عدم اعتماد کیا جا سکتا ہے مفتی صاحب کہتے ہیں کہ صحت کا معیار سند اور متن پر ہوتا ہے اگر کسی حدیث کے راوی میں شک پیدا ہو جائے تو اس روایت کو نہیں لینا چاہئے قواعد و ضوابط سے ہٹ کر عدم صحت کا فتویٰ جاری کرنا بے خبری کی علامت ہو گا جو اہل تحقیق نے مقرر کیے ہیں۔

ایک جگہ مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ جن روایات کو ابن کثیر جیسے علماء نے طعن نہیں کیا ہے بلکہ خاموشی اختیار کی ہے ان کو تسلیم کیا جائے گا اور شک نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ علماء اسلام کا سرمایہ ہیں اگر ان کی روایات کو تسلیم نہ کیا جائے تو کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

مابعد سیرت نگاری کے لیے مآخذ

مفتی عنایت احمد کاکوروی کی سیرت پر جو کتاب ہے وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے اس میں تمام واقعات کو اگر بنیادی مآخذ سے ملایا جائے تو اس میں فرق نہیں آتا ہے اور اس میں تمام روایات بنیادی مآخذ سے لی گئی ہیں یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والے محققین اور سیرت نگاروں نے آپ کی اس کتاب سے استفادہ کیا ہے جن میں خاص طور پر ڈاکٹر محمد طاہر القادری جو بہت بڑے جدید سیرت نگاروں میں شامل ہیں انھوں نے بھی تواریخ حبیب الٰہ سے استفادہ کیا ہے اور اپنی تصنیف میں اس کتاب کا حوالہ دے کر ثابت کیا ہے کہ یہ سیرت کی مستند اردو کتابوں میں سے ایک ہے۔

قوت یادداشت کا شاہکار

علوم سیرت پر یہ کتاب بہت اعلیٰ معیار پر لکھی گئی ہے یہ کتاب جزیرہ انڈمان میں ۱۲۷۵ھ لکھی گئی ہے یہ کتاب نیٹو ڈاکٹر حکیم محمد امیر خان کی فرمائش پر لکھی گئی جن کا ذکر مفتی صاحب نے دیباچے میں بھی کیا ہے اور واقعات نہایت تفصیل سے اور بقید لکھے ہیں یہ علوم سیرت پر بہت خوب کتاب ہے۔ چونکہ کتاب مفتی صاحب نے ایام اسیری ہیں زبانی لکھی تھی لیکن جب آپ کو رہائی ملی تو آپ نے واپس آکر تمام روایات کو اصل مصادر سے ملایا تو تمام روایات کو صحیح اور مستند پایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا حافظہ کتنا قوی تھا۔

منہج و اسلوب کی انفرادیت

تواریخ حبیب الٰہ کا یہ ایک انفرادی پہلو ہے کہ جب بھی مفتی عنایت احمد کاکوروی کسی بھی واقعہ کو بیان کرتے ہیں تو اس کا حوالہ قرآن کریم کی روشنی میں بھی دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر صحیح احادیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ابراہیمؑ کی دعا ہوں جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے مکہ میں کعبہ کی تعمیر کی فراغت کے بعد مانگی تھی اور عیسیٰؑ کی بشارت ہوں تو اس واقعہ کا حوالہ قرآن کریم کی اس آیت سے دیتے ہیں وہ یہ ہے:

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ-اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرۃ:۱۲۹)

اس آیت میں مفتی عنایت احمد کاکورویؒ یہ ثابت کرتے ہیں کہ جو دعا حضرت ابراہیمؑ نے مانگی تھی اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں کر دیا ہے اور اسی طرح جو حضرت عیسیٰؑ نے انجیل میں حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی خوشخبری دی تھی اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت میں کیا ہے:

وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ-فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (الصف:٦)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اس عظیم رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب وہ ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے تو انہوں نے کہا: یہ کھلا جادو ہے۔

اسی طرح مفتی عنایت احمد کاکورویؒ جب کسی واقعہ میں کسی صحابی کا حوالہ دیتے ہیں تو اس صحابی کا تھوڑا سا تعارف کرواتے ہیں تاکہ راوی کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہ رہے مثال کے طور پر ابو براء عامر بن مالک بن جعفر جو نجد کے ایک قبیلہ بنو عامر سے تعلق رکھتا تھا اور نیزہ باز کے لقب سے مشہور تھا وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان تو نہ ہوا مگر دین اسلام کی اس نے بہت تعریف کی اس نے کہا کہ میں مسلمان تو ہو جاتا مگر مجھے اپنی قوم کا خیال ہے۔ آپ ﷺ کچھ لوگوں کو میرے ساتھ کر دیں تاکہ وہ میری قوم پر اسلام پیش کریں۔ اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے مجھے کچھ تامل نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اہل نجد کا ڈر ہے اس نے کہا کچھ نہیں میں انہیں اپنی پناہ میں لے لوں گا ۔ آپ ﷺ نے ستر صحابہ کرامؓ کو اس کے ساتھ کر دیا جن میں سب کے سب قاری تھے ان میں سے اکثر انصار سے تعلق رکھتے تھے اور کچھ مہاجرین تھے۔

(I) افسانوی طرز تحریر: مفتی عنایت احمد کاکورویؒ نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ کتاب افسانوی طرز تحریر پر لکھی گئی ہے جس طرح لوگ افسانہ کی کتابوں کو دلچسپی کے لیے اور اردو سیکھنے کی خاطر کتب اپنے ساتھ رکھتے ہیں اگر اس رسالہ کو بھی اپنے مطالعہ میں رکھیں تو اس میں دل لگی بھی ہے اور قصوں سے واقفیت بھی اور روز مرہ کے مطابق فصیح اردو زبان استعمال کی گئی ہے اور اس کے پڑھنے میں ثواب بھی ہے اور دنیاوی امور کے انتظام کی عقل بھی حاصل ہوگی اسی لیے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے سارے معاملات و تدبیرات عقل صحیح کے عین مطابق ہوتے تھے۔

مثال کے طور پر غزوہ احزاب کی فتح کے بعد جب رسول کریم ﷺ دولت خانہ میں تشریف لائے اسوقت آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت جبرائیلؑ بھی تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ہتھیار کھول دیے ہیں اور ہم نے ابھی نہیں کھولے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فوری بنو قریظہ پر چڑھائی کریں۔ آپ ﷺ نے لشکر کو اسی وقت روانگی کا حکم دے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے محلہ میں صحابہ فوراً روانہ ہوگئے راستے میں سورج غروب ہونے لگا بعض حضرات نے یہ کہ کر نماز پڑھ لی کہ رسول کریم ﷺ کا مقصد جلد پہنچنا ہے نہ کہ نماز قضا کرنا بعض حضرات نے نہیں پڑھی بلکہ بنو قریظہ میں پہنچ کر قضا پڑھی حضور نبی کریم ﷺ نے سن کر کسی پر سختی نہیں فرمائی۔

(II) نفس الامری تحریر: مفتی عنایت احمد کاکورویؒ فرماتے ہیں کہ اردو زبان میں اس سے بڑھ کر کوئی معتبر رسالہ نہیں ہے مفتی عنایت احمد کاکورویؒ فرماتے ہیں کہ اکثر جو رسالے موجود ہیں ان میں سے بیشتر صحیح روایات پر مشتمل نہیں ہیں اور اکثر غیر معتبر تاریخی کتب سے ماخوذ ہیں اور جہاں سے چاہا بے تحقیق باتیں لکھ دی ہیں۔ اسی طرح قصہ معراج اور وفات رسول کریم ﷺ کے بیان میں بہت سے رسالے موجود ہیں بعض کتابوں میں بہت سی غیر معتبر روائتیں لکھ دی گئی ہیں۔ لیکن مفتی عنایت احمد کاکورویؒ نے اس رسالہ میں جو بھی روایتیں درج کی ہیں ان میں سے بیشتر وہ ہیں جو صحیح بخاری اور دوسری معتبر کتب احادیث کے موافق ہیں۔

مثال کے طور پر شق القمر کا جو واقعہ مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ نے لکھا ہے قرآن وحدیث سے ثابت ہے جب ایام منیٰ میں کفار مکہ ابو جہل وغیرہ نے درخواست کی کہ آپ ﷺ چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیں آپ ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور دونوں ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ تھا کہ جبل حراء دونوں کے درمیان نظر آتا تھا آپ ﷺ نے ان سب کو پکار کر کہا کہ گواہ ہو جاؤ سب نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا لیکن وہ شقاوت ازلی کی وجہ سے ایمان نہ لائے بلکہ یہ کہنے لگے یہ جادو گر ہے ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہتا ہے اور اس نے ہماری نظروں پر جادو کر کے ہماری نظر بند کر دی ہے جس کی وجہ سے ہمیں ایسا دکھائی دیتا ہے اس معجزہ کا ذکر قرآن کریم اس طرح ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ (القمر:۱)

قیامت قریب آ پہنچی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا

وَ اِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَ يَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (القمر:۱)

اور اگر وہ (کفار) کوئی نشانی (یعنی معجزہ) دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ تو) ہمیشہ سے چلا آنے والا طاقتور جادو ہے۔

لیکن احادیث متواترہ سے بھی یہ معجزہ ثابت ہے کفار نے باہم یہ کہا کہ اگر نظر بندی ہے تو باہر سے آنے والے لوگوں کو یہ نظر نہیں آئے گا لیکن دور کے شہر سے مکہ آنے والوں نے بھی گواہی دی کہ ایسا ہوا تھا اور ہم نے بھی چاند کو دو ٹکڑوں میں دیکھا تھا اور یہ معجزہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ تواریخ حبیب الٰہ میں اسی طرح کی مستند اور معتبر روایات درج کی گئی ہیں۔

خلاصہ

سیرت پر ہمیشہ سے اہل اسلام نے کام کیا ہے اور اس میں بڑی دلچسپی اور خلوص کے ساتھ کام کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عرب ہوں یا اہل عجم سب نے اس پر اپنی بساط کے مطابق کام کیا ہے۔ اسی طرح برصغیر کے اندر بھی کئی لوگوں نے سیرت پر کام کیا اور مختلف مناہج واسالیب کو سامنے رکھ کر اپنی تالیفات کو مکمل کیا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں جن لوگوں نے سیرت پر کام کیا ہے ان میں سے ایک نام مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ کا بھی ہے۔ آپ نے سیرت پر جو کتاب تواریخ حبیب الٰہ لکھی تھی وہ یادداشت کی بنیاد پر لکھی گئی تھی اور اس وقت آپ ایام اسیری میں تھے لیکن جب آپ کو رہائی ملی تو آپ نے اس کتاب کو اصل مصادر سے ملایا تو تمام روایات کو صحیح اور ثقہ پایا۔ آپ نے اس کتاب کے اندر جو منہج واسلوب اختیار کیا وہ بڑا منفرد انداز میں ہے۔ کتاب میں جو واقعات لکھے گئے ہیں ان کے اندر ایک تسلسل اور چاشنی ہے لیکن آپ کی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی عنایت احمد کاکوروی ؒ نے مؤرخانہ اسلوب کی طرز پر اپنی تالیف تواریخ حبیب الٰہ کو مکمل کیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

آل عمران

'Āli `Imrān

ابن حجر، احمد ابن علی العسقلانی، (۱۹۲۰)۔ فتح الباری فی شرح صحیح البخاری۔ بیروت، لبنان: دار المعارفہ

Ibn Ḥajar, Aḥmad Ibn-‘Alī al-‘Asqalānī. (1920). Fatḥ al-Bārī fī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. Bayrūt, Lebanon: Darul Ma'rifah.

ابو نعیم احمد بن عبداللہ۔ (۲۰۱۸)، حلیۃ الاولیاء طبقات الاصفیاء، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ

Abū Na'im Aḥmad ibn 'Abd Allāh. (2018). Hilyat al-Awliya' Tabaqāt Al-aṣfiyā'. Bayrūt, Lebanon: Dār al-Kutub al-ʿIlmīya.

ابن حنبل، احمد۔(۲۰۰۸)۔مسند الامام احمد بن حنبل۔بیروت: مؤسسۃ الرسالہ للطبعہ والنشر والتوزیع

Ibn Ḥanbal, Aḥmad. (2008). Musnad al-Imām Aḥmad ibn Ḥanbal. Bayrūt: Mu'assasat al-Risālah lil-Ṭibā'ah wa-al-Nashr wa-al-Tawzī'.

اصفہانی، راغب، (۱۹۹۷ء). مفردات القرآن، دمشق: دار القلم۔

Al-Aṣfahānī, al-Rāghib. (2002). Mufradāt alfaẓ al-Qur'ān. Dimashq: Dār al-'Qalam.

القسطلانی، اے ایم(۱۹۹۶)۔مواہب اللدنیہ، قاہرہ، مصر

Al-Qastallānī, A. M. (1999). al-Mawāhib-ul-laduniyyah., Cairo, Egypt

الانعام

Al-'An`ām

البخاری، ایم آئی(۲۰۱۸)۔ صحیح البخاری۔بیروت: دار ابن کثیر

Al-Bukhārī, M. I. (2018). Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. Beirut: Dar Ibn Kathir.

البقرۃ

Al-Baqarah

التوبہ

At-Tawbah

المائدہ

Al-Mā'idah

الحاکم، محمد بن عبداللہ النیشابوری(۲۰۰۲)۔المستدرک علی الصحیحین۔بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ

Al-Ḥākim, Muḥammad ibn 'Abd Allāh al-Nīsābūrī. (2002). Al-Mustadrak 'ala l-ṣaḥīḥayn. Bayrūt, Lebanon: Dār al-Kutub al-ʿIlmīya.

الحجرات

Al-Ĥujurāt

الحشر

Al-Ĥashr

سید عبداللہ، ڈاکٹر(۱۹۷۶ء)فن سیرت نگاری پر ایک نظر، فکر و نظر، ج۔۱۳، ش۔۱۹۷۶۔۱۰

Sayyid Abdullah, Doctor. (1979). Fan-e-Seerat Nigari Par Aik Nazar. Fikr-o-Nazar, ١٩٧۶, ١٣(١٠).

الزبیدی، اے ایم ایم(۱۹۸۵)۔تاج العروس من جواہر القموس۔بیروت، لبنان: الصباح۔

Al-Zubaidi, A. M. M. (1958). Taj al-ʿArūs min Jawāhir al-Qāmūs. Bayrūt, Lebanon: Al-Sabah.

الصف

Aş-Şaf

عابد علی عابد، ''اسلوب''، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس۔

Aabid Ali Aabid. (1979). "Islūb". Ali Garh: Educationl Book House.

القمر

Al-Qamar

اللیل

Al-Layl

مبارک پوری، تدوین سیر ومغازی، (بحوالہ ابن ہمام، فتح القدیر)، لاہور: دار الندور۔

Mubārak Pūrī. (2005). Tadwīn Sīr wa Maghāzī (Referencing Ibn Ḥammām, Fatḥ al-Qadīr), p. 13. Lahore: Dār al-Nudūr.